Biannual Research Journal
AL-IDAH
Published by
SHAYKH ZAYED ISLAMIC CENTRE
UNIVERSITY OF PESHAWAR
PESHAWAR PAKISTAN
ISSN (Print) : 2075-0307
ISSN (Online) : 2664-3375
OPEN ACCESS
الایضاح
شیخ زاید مرکز اسلامی جامعہ پشاور
www.al-idah.pk
VOL: 40 ISSUE: 2
July - Dec 2022

حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے امداد الفتاوی کا تعارفی مطالعہ: ایک جائزہ

An Introductory Study of Imdād ul-Fatawā of Hazrat Mulānā Ashraf 'Alī Thānvī: An Analyses

Issue: *http://www.al-idah.pk/index.php/al-idah/issue/view/37*

URL: *http://www.al-idah.pk/index.php/al-idah/article/view/810*

Article DOI: *https://doi.org/10.37556/al-idah.040.02.0810*

Author(s): Hussan Farosh
PhD Research Scholar of Islamic Studies, Abdul Wali Khan University Mardan. Email: hussanfarosh1@gmail.com

Abzahir Khan
Associate Professor, Department of Islamic Studies, Abdul Wali Khan University, Mardan, Email: abzahir@awkum.edu.pk

Muhammad Adil
Department of Islamic Studies, Bacha Khan University, Charsadda, Email: adilfareedi@bkuc.edu.pk

Citation: *Hassan Farosh, Khan, A. and Muhammad Adil 2022. An Introductory Study of Imdād ul-Fatawā of Hazrat Mulānā Ashraf 'Alī Thānvī: An Analyses. Al-Idah . 40, - 2 (Dec. 2022), 261 - 276.*

Received on: 18 – Aug - 2022
Accepted on: 25 – Nov - 2022
Published on: 15 – Dec - 2022

Publisher: *Shaykh Zayed Islamic Centre, University of Peshawar, Al-Idah – Vol: 40 Issue: 2 / July - Dec 2022/ P. 261 - 276.*

CC BY
Islamic Research Index
Crossref
DOAJ DIRECTORY OF OPEN ACCESS JOURNALS
Australian Islamic Library
INTERNATIONAL Scientific Indexing
INDEX COPERNICUS INTERNATIONAL

Abstract:
Mulana Ashraf Ali Thanvi (1280-1302 AH) was a prominent scholar of Deoband school of thought. His services for Islam is unforgettable. He wrote 800 books in his life. He was a great Sufi/saintly figure of his time with a command over Islamic jurisprudence. He compiled valuable fatawa named "Imdad ul-Fatawa". In this fatawa he has discussed different fields of fiqh, Imdad ul-Fatawa a well-known book of fatwa in Deoband School of thought. The writing style and analysis of the above-mentioned book has been discussed here.
Keywords:
Fatawa, Islamic Jurisprudence, Sufism, Islamic Law.

تمہید:

حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ (۱۲۸۰ھ-۱۳۶۲ھ/۱۸۶۳ء-۱۹۴۳ء) کی ولادت باسعادت ۵ ربیع الثانی ۱۲۸۰ھ میں تھانہ بھون کے ایک بڑے رئیس شیخ عبد الحق تھانوی کے ہاں ہوئی، آپؒ نے عربی کی ابتدائی کتب تھانہ بھون میں مولانا فتح محمد صاحب سے پڑھیں اور علوم دینیہ کی مزید تحصیل و تکمیل کے لئے دارالعلوم دیوبند کا قصد کیا۔۱۳۰۱ھ میں دارالعلوم دیوبند سے سند فراغت حاصل کی۔آپ کی دستار فضیلت قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کے ہاتھوں ۱۳۰۰ھ میں باندھی گئی۔۱۳۱۰ھ میں دوسری بار سفر حج کے دوران وہاں حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ سے بیعت کرکے ان کے ساتھ تقریباً چھ ماہ قیام کیا۔آپ کی کل تصانیف کی تعداد ۸۰۰ ہے، زیر نظر تصنیف ”امداد الفتاویٰ“ کا تعلق فن فقہ اور فتویٰ سے ہے۔امداد الفتاویٰ چھ جلدوں پر مشتمل ہے۔ہر جلد کو مختلف ابواب اور پھر ہر باب کو الگ الگ فصل میں تقسیم کیا گیا ہے، امداد الفتاویٰ میں کل ۳۴۴۸ فتاویٰ ہیں۔امداد الفتاویٰ کا پہلا ایڈیشن ۱۳۲۶ھ بمطابق ۱۹۲۷ء میں دہلی بھارت سے جبکہ طبع جدید ۱۴۳۱ھ بمطابق ۲۰۱۰ء میں مکتبہ دارالعلوم کراچی سے چھ جلدوں میں ہوا۔[1]

❖ حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کا مختصر تعارف:

حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ ۵ ربیع الثانی (۱۲۸۰ھ-۱۳۶۲ھ/۱۸۶۳ء-۱۹۴۳ء) بروز چہار شنبہ تھانہ بھون میں پیدا ہوئے۔جب آپؒ کی عمر پانچ برس ہوئی تو والدہ ماجدہ کا سایہ سر سے اٹھ گیا اس کے بعد اپنی تائی صاحبہ کے پاس رہے۔آپ کے والد صاحب آپ سے بے حد محبت کرتے تھے اور آپ کو بڑی ناز و نعم سے پالا تھا۔بچپن میں آپ کی طبعیت عام بچوں کی طرح نہ تھی، سڑکوں پر بچوں کے ساتھ کھیل

کو دنہیں کرتے تھے، نماز کا بچپن ہی سے شوق تھا۔ جب ۱۲ یا ۱۳ برس کے ہوئے تورات کو تہجد کی نماز کے لئے اٹھتے اور تلاوت اور وظائف میں مصروف رہتے۔ مولانا اشرف علی تھانویؒ کا نسب دودھیال والوں کی طرف سے فاروقی اور ننھیال والوں کی طرف سے علوی ہے۔آپؒ کے والد کا نام عبد الحق ہے، جو قصبہ تھانہ بھون ضلع مظفر نگر کے ایک مقتدر رئیس اور صاحب جائیداد تھے۔ مولانا اشرف علی تھانویؒ نے وصیت کی تھی کہ میری سوانح عمری نہ لکھی جائے اور یہ وصیت آپ نے اس لئے کی تھی کہ معتقدین اور مریدین اس میں غلو سے کام نہ لیں۔ مگر بقول مفتی محمد شفیع ہم نے آپ کی سیرت اور سوانح پر اس لیے قلم اٹھایا کہ مسلمان ایک بڑی خیر و برکت سے محروم نہ ہو جائیں۔ آپؒ کے خلیفہ خاص خواجہ عزیز الحسنؒ مجذوب نے آپؒ کی زندگی میں اشرف السوانح کے نام پر تین جلدوں میں حضرت کی سوانح عمری مکمل تحریر فرمائی۔[۲]

❖ **تعلیم وتربیت:**

حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے قرآن کریم حضرت حافظ حسین علی سے میرٹھ میں حفظ کیا۔اس کے ساتھ ساتھ عربی کی ابتدائی کتب مولانا فتح محمدؒ سے تھانہ بھون آکر پڑھیں، فارسی اپنے ماموں سے سیکھی، اٹھارہ (۱۸) سال کی عمر میں بیمار ہوئے، تو وطن واپس تشریف لائے اور بطور مشغلہ اشعار پر مشتمل "مثنوی زیر و بم" تصنیف فرمائی۔ ذی قعدہ ۱۲۸۵ھ کے اواخر میں دارالعلوم دیوبند میں داخل ہوئے۔آپؒ اپنے اساتذہ کے ساتھ بہت ادب و اکرام سے پیش آتے تھے، جب وقت ملتا اپنے استاد خاص حضرت مولانا محمد یعقوب نانوتوی کی خدمت میں جا کر بیٹھتے۔آپ کے اساتذہ میں حضرت مولانا محمد یعقوب نانوتوی، حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن، حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی، مولانا حسین علی ، مولانا سید احمد دہلوی، شیخ محمد تھانوی رحمہم اللہ قابل ذکر ہیں۔ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی جب طلباء سے امتحان لیتے اور دستار بندی کے لیے تشریف لاتے، تو حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن اپنے اس ہونہار طالب علم کی ذہانت اور ذکاوت کی بطور خاص تعریف فرماتے، حضرت گنگوہی بھی آپ سے مشکل سوالات پوچھتے اور آپ فوراً جوابات دیتے۔ آپ اپنی ذہانت، ذکاوت اور حاضر جوابی میں بہت مشہور تھے۔[۳]

❖ حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کی علمی خدمات

تدریسی خدمات:

حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ دارالعلوم دیوبند سے فراغت کے بعد درس و تدریس میں مشغول ہو گئے۔اس مقصد کے لئے آپ نے کانپور میں سب سے قدیم مدرسہ "فیض عام" جس کے صدر

مدرس مولانا احمد حسن تھے، انہوں نے یہاں سے استعفیٰ دے کر اپنا ایک علیحدہ مدرسہ بنایا تھا۔مدرسہ فیض عام کے اساتذہ کرام کی درخواست پر آپ نے والد سے اجازت لیکر وہاں درس وتدریس شروع کی اور اس زمانے میں پچیس روپے تنخواہ مقرر ہوئی۔یہاں چار پانچ ماہ پڑھانے کے بعد گنج مراد آباد اور کانپور تشریف لے گئے۔کانپور کی جامع مسجد میں درس وتدریس کی غرض سے ایک نیامدرسہ جامع العلوم کے نام سے بنایا اور یہاں درس وتدریس کا سلسلہ جاری رکھا،آپؒ نے مدرسہ ہذامیں چودہ سال درس وتدریس کے فرائض سرانجام دیئے اور ہزاروں شاگردوں کو علم دین سے منور کیا۔[4]

تصوف وطریقت:

حضرت مولانا اشرف علی تھانوی کی ساری عمر احسان و سلوک کے حصول اور خدمت میں گزری،آپؒ نے مدرسہ فیض عام اور گنج مراد آباد میں بہت عرصہ درس وتدریس کے بعد آخر کار۱۳۱۵ھ میں اپنے پیر و مرشد حضرت مولانا امداد اللہ مہاجر مکیؒ کے مشورہ سے کانپور چھوڑ کر اپنے وطن تھانہ بھون تشریف لائے۔آپؒ نے یہاں تشریف لانے کے بعد باقی زندگی تصوف و سلوک اوراصلاح باطن کے لئے وقف کر دی۔اس مقصد کے حصول کے لئے حکیم الامت گھوم گھوم کر اہل اللہ اور سلف صالحین کے محافل میں تشریف لے جاتے تھے۔چنانچہ آپ حضرت مولانا محمد یعقوب نانوتوی، مولانا رشید احمد گنگوہی،اور شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن کی مجالس میں تشریف فرما ہوتے۔ایک مرتبہ حضرت مولانا رشید احمد گنگو ہی تشریف لائے، تو حضرت نے بیعت کی درخواست کی مگر مولانا نے طالب علمی کی وجہ سے قبول نہیں کی،لیکن پھر مولانا امداد اللہ مہاجر مکی کی درخواست پر دوران حج ۱۲۹۹ھ میں آپ کو بیعت کا شرف حاصل ہوا۔اگلے چند سال بعد دوبارہ حج کے لئے ۱۳۱۰ھ میں مکہ مکرمہ گئےاوران کے ساتھ چھ ماہ کا عرصہ گزار کران کی صحبت میں رہ کرعلوم باطنیہ سے فیض یاب ہوئے۔[5]

زمانہ حال کی طرح ماضی میں بھی عوام کے علاوہ خواص بھی تصوف و سلوک کے بارے میں مختلف شکوک و شبہات اور غلط فہمیوں میں مبتلا تھے، حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے اپنی تصانیف و مو اعظ میں ان غلط فہمیوں کو دور فرمایا ہے۔

(۱)ایک غلط فہمی تو یہ ہے کہ تصوف کے احکام اور اس کی تعلیمات کتاب وسنت سے ماخوذ ہونے کے بجائے زیادہ تر اجنبی اور بیرونی اثرات سے متاثر ہیں۔اس غلط فہمی کے ازالہ کے لئے حضرت نے اس کی اصل اور صحیح تعلیمات کو قران وسنت سے اخذ کرکے بلیغ انداز میں پیش فرمایا ہے،اس مقصد کے لئے آپ

نے ایک مستقل کتاب ''مسا ئل السلوک من کلام ملک الملوک'' تصنیف فرمائی جس میں قرآن کریم سے مسائل تصوف کو ثابت کیا ہے، دوسری کتاب ''التشرف فی معرفة الاحا دیث التصوف'' تصنیف فرمائی جو چا ر جلدوں میں شائع ہو چکی ہے، جس میں آپ نے وہ احا دیث جمع فرمائی ہیں جو تصوف و سلوک سے متعلق ہیں۔

(۲) دوسری غلط فہمی خود نفس تصوف کے مفہوم میں واقع ہوئی ہےاور وہ یہ ہے کہ تصوف شر یعت سے بالکل جدا چیز ہےاور جو تصوف کو اختیار کرے اس کے لیے شر یعت کے احکام کی پابندی ضروری نہیں ہے حالانکہ یہ بڑی غلطی ہےاس کو بھی حضرت نے اپنے مواعظ و تصنیفات میں جا بجا واضح فرمایا ہے۔ایک جگہ ارشاد فرماتے ہیں کہ ایک اثر درویشوں پر یہ ہوا ہے کہ انھوں نے شر یعت اور طریقت کوالگ الگ سمجھا ہے، حقیقت کو اصل مقصود اور شریعت کو انتظامی قانون اعتقاد کر لیا ہے،واردات و احوال کو منتہائے معراج خیال کیا، خیالات کو مکاشفات اور مکاشفات کو فوق الیقینات خیال کیا ہے،ان کو میزان شرع میں وزن کرنے اور نہ اہل علم کو پیش کرنے کی حاجت کو ضروری سمجھا ہے۔آپؒ نے جاہل صوفیاء کو سمجھایا کہ طریقت، شریعت سے الگ کوئی دوسرا مذہب نہیں ہے بلکہ دونوں ایک ہیں۔[۶]

تصنیفی خدمات:

اللہ تعالیٰ نے حضرت تھانویؒ کو احیاء سنت اور تجدید دین کی جن خدمتوں کے لئے منتخب فرمایا تھا،ان میں ایک شعبہ تصنیف و تالیف کا بھی ہے۔آپ کا میدانِ تحقیق قرآن ،تصوف اور فقہ تھا، مجموعی طور پر آپؒ کی تصانیف کی تعداد ۸۰۰ ہے، ان میں بعض چھوٹے رسالوں کی شکل میں ہیں، مگر بعض بڑی بڑی ضخیم جلدوں پر مشتمل ہیں،آپ کی تصانیف مختلف الانواع مثلاً وعظ و نصیحت ، سیرت و تاریخ، اخلاق و کردار، تصوف و طریقت اوراحکامِ شریعت محمدی کے فضائل وغیرہ پر مشتمل ہیں،آپؒ کی مشہور تصانیف میں سے چندایک کے نام پیش خدمت ہیں۔

تفسیر بیان القرآن، اعمال قرآنی، حقیقۃ الطریقہ، احیاء السنن، امداد الفتاوی، الانتباہات المفیدہ، اعلاء السنن، بہشتی زیور، المصالح العقلیہ، جمال القرآن، نشر الطیب فی ذکر حبیب النبی ﷺ ، کلید مثنوی، التکشف عن مہمات التصوف، قصد السبیل، تربیۃ السالک، مسائل السلوک مع رفع الشکوک، الاقتصاد فی التقلید والاجتہاد، مسائل السلوک من کلام ملک الملوک، التشرف فی معرفۃ احادیث التصوف وغیرہ قابل ذکر ہیں مگر علمی تصانیف میں بیان القرآن ، امداد الفتاوی اور بہشتی زیور نے بہت شہرت حاصل کی۔

خلفائے مجازین:

حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے خلفاء عظام کی ایک طویل فہرست ہے مگر ان حضرات میں مشہور حضرت مولانا عبد الغنی بھولپور ضلع اعظم گڑھ، حضرت مولانا محمد حسن صاحب امر تسری جامعہ اشر فیہ لاہور، مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا محمد شفیع صاحب بانی دارالعلوم کراچی، حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمی دارالعلوم دیوبند، حضرت مولانا وصی اللہ صاحب اعظم گڑھ، حضرت مولانا خیر محمد صاحب جالندھری خیر المدارس ملتان، حضرت مولانا اظہر علی جامعہ امدادیہ مکشور گنج مشرقی پاکستان، مولانا عبدالباری صاحب ندوی خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔[۷]

وفات:

حضرت مولانا مفتی اشرف علیؒ تھانوی ۱۶ رجب ۱۳۶۲ھ/۱۹ جولائی ۱۹۴۳ء میں اس دارِ فانی سے رخصت ہوگئے، آپؒ کی نماز جنازہ مولانا ظفر احمد عثمانی نے پڑھائی۔

❖ فقہ اسلامی میں فتویٰ کا تعارف

فتویٰ کا لغوی مفہوم:

فتویٰ لغوی اعتبار سے اسم مصدر ہے اور اس کی جمع فتاویٰ ہے، اس کا مادہ ف، ت، ی ہے "فتوی" اور "فتیا" افتاء سے ماخوذ ہے۔ افتاء کے معنی کسی امر کو واضح کرنے کے ہیں۔[۸]

فتویٰ کا لغوی معنی ہے شرعی حکم لگانا، مفتی کا فیصلہ، قاضی کا شرعی فیصلہ جو کسی بات کے جواز یا عدم جواز کے بارے میں دیا جائے، قانون اور مذہب کے مطابق فیصلہ دینا۔[۹]

فتویٰ فا کے فتحہ اور ضمہ دونوں کے ساتھ استعمال ہوتا ہے لیکن فتح کے ساتھ زیادہ صحیح، مشہور اور مروج ہے اور اہل مدینہ کی لغت بھی یہی ہے۔ فتویٰ کے لغوی معنی "الاجابۃ عن سؤال سواء کان متعلقا بالأحکام الشرعیۃ أم بغیرھا"[۱۰]

کسی بھی سوال کا جواب دینا خواہ اس کا تعلق احکام شریعت سے ہو یا غیر احکام شریعت سے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں بادشاہ مصر کی بات نقل کی ہے: " یا ایھا الملاءُ أفتُونی فی رُویایَ ان کُنتُم لِلرؤیاتعبُرون۔"[۱۱] "اے دربار والو! اگر تم تعبیر دے سکتے ہو، تو میرے اس خواب کے بارے میں مجھ کو جواب دو"۔

فتویٰ کا اصطلاحی مفہوم:

"هو الإخبار بحكم الله تعالىٰ عن مسئلة الدينية بمقتضى الادلة الشرعية لمن سال عنه فى أ مر نازل على جهة العموم لا على وجه الإلزام"[۱۲] "کسی پیش آمدہ مسئلہ کے بارے میں دلائل شرعیہ کی روشنی میں حکم خداوندی سے آگاہ کرنے کو فتویٰ کہتے ہیں اور مفتی کا اس حکم شرعی کا خبر دینا بطور عموم کے ہو نہ کہ بطور الزام کے"۔

دوسرے الفاظ میں فتویٰ کا معنی یہ ہے کہ پیش آمدہ واقعات کے بارے میں دریافت کرنے والے کو دلیل شرعی کے ذریعے اللہ تعالیٰ کے حکم کے بارے میں خبر دی جائے۔فتویٰ ایک اہم ذمہ داری ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ مفتی شارع علیہ السلام کے نائب کی حیثیت سے دینی معاملات میں لوگوں کی رہنمائی کرتا ہے،اس کی اہمیت کے پیش نظر فتویٰ نویسی کے اصول و قواعد کو باقاعدہ ایک فن کی شکل دی گئی ہے اور اس فن کو رسم المفتی کے نام سے تعبیر کیا گیا ہے ۔شریعت محمدی ﷺ میں فتویٰ کو بہت اہمیت حاصل ہے، فتویٰ قرآن سے ثابت ہے،قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

" فاسئلوُا اهلَ الذكرِ اِن كنتُم لاَ تعلمُون"[۱۳]،"اے لوگو! اگر تمھیں علم نہیں تو اہل علم سے پوچھو"۔

دوسری جگہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:" وانزلنا اِليکَ الذكر لِتبين لِلناسِ مَا نُزّ لَ اِليهِم وَ لَعلّهُم يتفكّرُون"[۱۴] "اور ہم نے تمہاری طرف یہ قرآن نازل فرمایا ہے تاکہ تم لوگوں سے وہ بیان کردو جو ان کی طرف نازل کیا گیا ہے تاکہ وہ غور و فکر کریں"

سب سے پہلے اِفتاء کا منصب سید المرسلین ﷺ نے سنبھالا،آپ ﷺ وحی کے ذریعے اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے فتویٰ دیا کرتے تھے۔صحابہ کرام رضی اللہ عنھم اجمعین شریعت کے احکام جاننے کے لئے سوالات کرتے تھے اور آپ ﷺ ان کے جوابات دیتے تھے۔آپ ﷺ کی وفات کے بعد یہ ذمہ داری صحابہ کرام کو سونپی گئی،انھوں نے وہی منہج اپنایا،جو آپ ﷺ نے حضرت معاذؓ کو فرمایا تھا۔صحابہ کرام کے بعد فتاوٰی کے لئے لوگ اکابر تابعین کی طرف مراجعت فرمایا کرتے تھے۔مدینہ منورہ،مکہ معظّمہ،بصرہ اور یمن میں اکابر تابعین فتاوٰی دیا کرتے تھے[۱۵]۔

❖ امداد الفتاوی کا تعارف

وجہ تالیف:

سرزمین برصغیر میں اللہ تعالیٰ نے بہت بڑے بڑے مشائخ، علماء کرام، صوفیاء کرام، سکالرز، محققین اور مؤلفین پیدا کئے، جن سے اللہ تعالیٰ نے اپنی توفیق سے دین اسلام کی خدمت کا کام لیا۔ اردو زبان کے وجود میں آنے کے بعد دین متین کی خدمت کا سلسلہ شروع ہوا اور ساتھ ہی عربی، فارسی اور دوسری زبانوں کی کتب کے ترجمے شروع ہوئے، مدارس اسلامیہ میں مسائل کے جوابات دینے اور لکھنے شروع ہوئے، تصنیف و تالیف کی اس کڑی میں فتاوی نویسی کا سلسلہ بھی شروع ہوا، جس کے لئے یہاں کے علماء کرام نے اپنی زندگیاں وقف کر دیں۔ اس مقصد کے لئے مختلف اداروں میں مدارس دینیہ کے ماہر اساتذہ کرام نے فتاوی کی تدوین و ترتیب کا اہتمام بھی شروع کیا، ان فتاوی میں سے ایک امداد الفتاوی بھی ہے، جس کو حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے تالیف فرمایا۔[۱۶]

آپؒ کی تصانیف میں اول سے آخر تک ایک چیز کا مشاہدہ ہوتا ہے کہ یہ تصانیف محض علمی مشغلہ کے طور پر تصنیف برائے تصنیف نہیں بلکہ امت مسلمہ کو پیش آنے والے ضروری مسائل اور ان کا حل پیش کرنا ہے۔ آپؒ کی تصانیف کا دائرہ بہت وسیع ہے اور علوم اسلامیہ میں ایسا کوئی علم و فن نہیں ہے، جس میں آپ کی تصانیف نہ ہوں۔ آپ کی کل تصانیف کی تعداد ۸۰۰ ہے۔ آپؒ کا میدان تحقیق تفسیر قرآن، تصوف اور فقہ تھا جس میں آپ نے تصانیف کیں، جن میں بیان القرآن، امداد الفتاوی اور بہشتی زیور نے عالمگیر شہرت حاصل کی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ذہانت و حذاقت عطا کی، اس کے ساتھ ساتھ قابل اور ماہر اساتذہ، ہر فن پر مکمل عبور اور فتویٰ سیکھنے کے لئے بہترین استاذ حضرت مولانا محمد یعقوب نانوتویؒ کی پانچ سالہ صحبت و معیت نصیب فرمائی، ۱۲۹۶ھ سے ۱۳۰۱ھ تک آپ کے کل فتاوی حضرت مولانا موصوف کے اصلاح و مشورے سے مزین ہیں۔ اس طرح اکثر اہم فتاوی میں حضرت رشید احمد گنگوہیؒ کے اصلاح اور مشورے شامل ہیں، اور ان سب چیزوں کے ساتھ حضرت کا کمال تقویٰ و تواضع جس کے آثار آپ کے تمام فتاوی اور تحقیقات علمیہ میں مشاہد ہیں۔[۱۷]

❖ امداد الفتاوی کی ابواب بندی و مضامین:

امداد الفتاوی کو حضرت مولانا اشرف علی تھانوی نے تصنیف کر کے برصغیر کے مسلمانوں کے لئے ایک گراں قدر علمی کارنامہ سرانجام دیا ہے، ابتداء میں یہ فتاوی چار جلدوں پر مشتمل تھا، مگر بعد میں اس

کے منتشر حصوں کو مرتب کر کے مزید دو جلدوں کا اضافہ کیا گیا۔ امداد الفتاوٰی کی ترتیب و تہذیب آپ کے خلیفہ اور تابعدار شاگرد حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب مفتی اعظم پاکستان نے انجام دی۔

امداد الفتاوٰی کی ان ابواب کو مختلف عنوانات و مضامین میں تقسیم کیا گیا ہے۔

جلد اول میں درجہ ذیل مضامین اور عنوانات ہیں:

کتاب الطھارۃ، کتاب الصلاۃ، کتاب التجوید والقرات، کتاب الجنائز۔

جلد دوم میں درج ذیل مضامین و عنوانات ہیں:

کتاب الزکٰوۃ وصدقات، کتاب الصوم والاعتکاف، کتاب الاحرام وارکان حج۔ کتاب النکاح، کتاب المحرمات، کتاب الاولیاء والاکفاء، کتاب الطلاق، کتاب الحدود والتعزیر، کتاب الایمان، کتاب الوقف، کتاب النذور، کتاب الاحکام والمساجد۔

جلد سوم میں درج ذیل مضامین و عنوانات ہیں:

کتاب البیوع، کتاب الربٰوا، کتاب الکفالۃ، کتاب الحوالۃ، کتاب العاریۃ، کتاب الاجارہ، کتاب الدعویٰ، کتاب القضاء، کتاب الشھادۃ، کتاب الشفعہ، کتاب الرھن، کتاب الھبہ، کتاب الشرکۃ والقسمۃ، کتاب الزراعۃ، کتاب الغصب، کتاب الوصیۃ، کتاب الفرائض، کتاب الصلح، کتاب المضاربۃ۔

جلد چہارم میں درج ذیل مضامین و عنوانات ہیں:

کتاب الحظر والاباحۃ، یعنی جائز و ناجائز اور مکروہ و مستحب کاموں کا بیان، تعلیم و تعلم اور کتب و مدارس کا بیان، تعویذات واعمال کا بیان، النجاسات والطہارات، کھانے پینے میں حلال و حرام کا بیان، ہدیہ اور دعوت کے متعلق احکام، لباس کے متعلق احکام، سونا چاندی، پیتل و لوہے کا استعمال، کسب جائز و ناجائز، مال حرام و مشتبہ کا بیان، نکاح منگنی زنا اور اس کے متعلقات، عورتوں کے پردے اور لمس کا بیان، احکام متعلقہ بالعلاج و دوا، بالوں کے حلق و قصر کے احکام، غنا و مزا، لہو ولعب اور تصاویر کے احکام، حقوق حیوانات، تشبہ بالکفار، معاملات المسلمین باہل الکتاب والیہود، احکام سلام و تعظیم، مسائل طاعون، کتاب الوصایا، مسائل شتیّ۔

جلد پنجم میں درج ذیل مضامین و عنوانات ہیں:

تفسیر قرآن کے متعلق مسائل، حدیث کے متعلق مسائل و مباحث، کتاب السلوک (تصوف)، کتاب الرؤیا، کتاب البدعات، کتاب العقائد والکلام۔

جلد ششم میں درج ذیل مضامین و عنوانات ہیں:

مسائل متفرقہ مثلا نحوست و شکوک، مناظرہ فرق باطلہ، البحث علی الفلسفۃ الجدیدۃ، رسالۃ خطاب الندوہ مع مکاتیب کالج علی گڑھ، حقیقت کرامت، فرعیات وغیرہ۔[۱۸]

❖ امداد الفتاویٰ کے مصادر

امداد الفتاویٰ کو مرتب کرتے وقت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے سائلین کے پوچھے گئے سوالات اور استفتاء کے جوابات تحریر کرنے میں بڑی سوچ و فکر، تحقیق اور محنت سے کام لیا ہے۔آپؒ کا طریقہ کار یہ تھا کہ جب آپ کے پاس کوئی دینی مسئلہ زبانی یا تحریری صورت میں آتا تو آپ بار بار اس کو پڑھتے تاکہ سوال کا بنیادی مقصد سمجھ میں آکر اس کا مناسب جواب تحریر کیا جائے۔آپ سے استفتاء کرنے والوں میں علماء کرام، طلباء، عوام اور خواص سب شامل تھے اس لئے امداد الفتاویٰ میں پوچھے گئے مسائل دینیہ عربی، فارسی اور اردو زبان میں ہیں، آپ نے استفتاء کرنے والوں کو انہی کی زبان میں جوابات دئے ہیں۔آپؒ سے پوچھے گئے تمام استفتاء کے موزوں جوابات دینے اور تلاش کرنے کے لئے آپ علوم اسلامیہ کے اصل متون اور مصادر کے طرف رجوع کرتے تھے، آپ نے کبھی بھی بغیر تحقیق کے اپنی طرف سے جواب دینے کی کوشش نہیں کی۔آپؒ نے مندرجہ ذیل بنیادی مصادر سے استفادہ کیا ہے:

تفسیر بیان القرآن از مولانا اشرف علی تھانویؒ، تفسیر مظہری از قاضی محمد ثناء اللہ پانی پتی، صحیح بخاری از محمد بن اسمٰعیل بخاری، صحیح مسلم از مسلم بن حجاج نیشاپوری، مشکوۃ المصابیح از محمد بن عبد اللہ خطیب تبریزی، ردّالمحتار علی دُرِالمحتار المعروف فتاویٰ شامی از علامہ ابن عابدین محمد امین بن عمر بن عبد العزیز عابدین الدمشقی الحنفی، الدُرالمختار شرح تنویر الابصار از محمد علاء الدین الحصکفی ابن الشیخ علی الحنفی، الھدایہ از شیخ الاسلام برہان الدین امام ابوالحسن علی بن ابو بکر مرغینانی، فتاویٰ ہندیہ المعروف فتاویٰ عالمگیریہ از اورنگزیب عالمگیر اور مختلف ممتاز علماء، دین المترجم مولانا سید امیر علی، فتاویٰ قاضی خان از امام فخر الدین حسن بن منصور اوزجندی، شرح الوقایہ از امام صدر الشریعہ عبید اللہ بن مسعود الحنفی، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع از علاء الدین ابو بکر بن مسعود الکاسانی الحنفی، تفسیر فتح القدیر از امام شوکانی۔

❖ امداد الفتاویٰ کا عمومی اسلوب

حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے امداد الفتاویٰ کے مرتب ہونے میں مختلف اسالیب اختیار کئے ہیں، آپ نے بعض اوقات پوچھے گئے سوالات اور مسائل کے جوابات بہت مختصر مگر جامع اور بعض اوقات بہت تفصیل سے کام لیا ہے۔جواب لکھنے میں نرم اور شائستہ لہجہ اختیار کیا ہے تاکہ مسئول کو سمجھ

آجائے، کتاب الزکوٰۃ وصدقات میں اکثر تفصیلی جوابات دئے گئے ہیں، آپؒ سے سائلین نے اردو، فارسی اور عربی زبان میں سوالات پوچھے ہیں اور آپ نے بھی اسی زبان میں جوابات دئے ہیں۔

زیر نظر تصنیف "امداد الفتاوٰی" کا تعلق فن فقہ اور فتویٰ سے ہے جو فقہی مسائل اور مباحث کا ایک نادر مجموعہ ہے اور اس صدی کا ایک مخصوص مجددانہ اور عظیم کارنامہ ہے، جس سے اس زمانے کے عوام ہی نہیں بلکہ علماء اور ارباب اختیار بھی بے نیاز نہیں ہو سکتے۔

(۱) امداد الفتاوٰی میں مولانا اشرف علی تھانویؒ نے ایسا اسلوب اختیار کیا ہے کہ سائلین کی طرف سے جو بھی سوالات آتے خواہ وہ کتنے آسان اور صاف کیوں نہ ہوں آپؒ ان کو بغور پڑھنے کے بعد فقہاء کے فتاوٰی میں اس کا جزئیہ تلاش کرکے آسان اور عام فہم الفاظ میں جواب تحریر فرماتے تھے۔ جن مسائل میں کوئی واضح جزئیہ ہاتھ نہ آتا وہاں اصول و قواعد سے مسئلہ کا جواب تحریر فرماتے اور آخر میں تنبیہ فرماتے کہ یہ جواب قواعد واصول کی روشنی میں لکھا گیا ہے کیونکہ فقہاء کے فتاوٰی میں صریح جواب نہیں ملا اس لئے دوسرے علماء کی طرف بھی مراجعت کی جائے اگر جواب میں اختلاف نظر آجائے تو مجھے بھی اطلاع فرمائیں۔

(۲) جب کبھی متعدد فتاوٰی متعارض نظر آئے اور ترجیح الراجح وغیرہ میں بھی اس پر کوئی کلام نہیں ملا، تو ان کی ترجیح و تطبیق حاشیہ میں کی تاکہ مسئلہ میں کوئی ابہام باقی نہ رہے۔

(۳) فتویٰ لکھنے میں آپ انتہائی احتیاط سے کام لیتے تھے، جب تک آپ کے اساتذہ کرام موجود تھے آپؒ ان سے طالب علمانہ استفادہ کرتے تاکہ کوئی ایسا فتویٰ نہ دیا جائے جو شریعت محمدی ﷺ کے خلاف ہو، چونکہ آپ نے اپنے اکابر اساتذہ کرام اور اپنے ہم عمر علماء کا زمانہ دیکھا اس لئے آپ فتویٰ دینے سے پہلے ان شیوخ سے یہاں تک کہ اپنے شاگردوں سے بھی مشورہ لیتے تھے۔

(۴) امداد الفتاوٰی میں تکرار سے اجتناب کیا گیا ہے، آپؒ کا عمر بھر یہ معمول رہا کہ فتویٰ دینے میں نہایت احتیاط اور تحقیق سے کام لیا جائے اور تمام حاضرین مجلس سے فرماتے کہ اگر میرے فتویٰ پر آپ کو اعتراض ہو یا کوئی اختلاف ہو تو مجھے مطلع کریں تاکہ میں اس کی تصحیح کروں۔ اس کے ساتھ امداد الفتاوٰی میں یہ طریقہ کار اپنایا گیا ہے کہ اگر کبھی کسی بھی وقت فتاوٰی پر اعتراض کیا گیا یا آپ اس فتویٰ کے متعلق اپنی رائے بدلتے تو غور و تحقیق کے بعد اس کا حل ماہوار رسالہ النور میں شائع ہوتا، پھر یہ سلسلہ مستقل طور پر بنام ترجیح الرجح امداد الفتاوٰی کے ہر جلد کے ساتھ شامل کرکے شائع ہوتا تھا۔

(۵) آلات جدیدہ کی ایجاد یا معاملات جدیدہ کے رواج سے جو نئے مسائل سامنے آتے تو آپ ان مسائل میں خوب تحقیق اور گہری دلچسپی لیتے تھے تاکہ عوام اور خواص کو یکساں سہولیات میسر ہوں۔

(٦) امداد الفتاوٰی میں آپ نے ایسا مخصوص اسلوب اختیار کیا ہے کہ معاملات میں اصول فقہیہ کے دائرے میں رہتے ہوئے عوام کو آسانی اور سہولیات دینے کی گنجائش رکھی گئی ہے خصوصا ایسے معاملات جس میں عوام کو ابتلاء اور ضرر عام ہو تو اس میں مذاہب ائمہ اربعہ میں سے کسی دوسرے مذہب میں بھی اگر گنجائش کا پہلو نکلتا تو ان کو اختیار فرماتے تھے، لیکن ایسے مسائل میں دو چیزوں کا بہت خیال رکھتے تھے ایک یہ کہ اضطرار عام ہو محض عوام کی سہل انگاری اور سستی نہ ہو دوسرا یہ کہ جس مسلک و مذہب سے کوئی مسئلہ لیا جاتا تو ان کے علماء اور فتویٰ سے پوری طرح واقفیت، تفصیل اور تحقیق حاصل کی جاتی تھی۔[۱۹]

ہندوستان میں چونکہ شرعی نظام نہیں تھا اور تمام مسائل کو غیر شرعی قوانین کے ذریعے حل کیا جاتا تھا جس کی وجہ سے مسلمانوں میں انتہائی بے چینی اور اضطراب پیدا ہو گیا خاص کر جب پنجاب میں عورتوں پر ظلم اور وہاں طلاق دینے اور خلع لینے کی شرح میں اضافہ ہوا تو حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے اس قسم کے مسائل کو حل کرنے کے لئے ایک مہم شروع کی اور حوادث الفتاوٰی کے نام سے الگ ایک مستقل کتاب بنادی جس کے مختلف حصے امداد الفتاوٰی کی ہر جلد کے ساتھ شائع ہوتے رہے، اس طرح امداد الفتاوٰی کے ساتھ ترجیح الراجح اور حوادث الفتاوٰی دو مستقل کتابیں ہو گئیں۔ امداد الفتاوٰی کی پہلی اشاعت ربیع الاول ۱۳۲۷ھ میں مطبع مجتبائی دہلی میں ہوئی، آپؒ نے امدادالفتاوٰی کو تین حصوں میں تقسیم کیا ہے، پہلا حصہ وہ ہے جو دارالعلوم دیوبند کے صدر مدرس حضرت مولانا محمد یعقوب نانوتویؒ کے امر سے آپ کی معیت اور رہنمائی میں ۱۲۹٦ھ تا ۱۳۰۱ھ میں لکھا گیا، دوسرا حصہ کانپور میں دوران قیام لکھا گیا اور یہ عرصہ ۱۳۰۱ھ سے ۱۳۱۵ھ کے اوائل تک ہے، تیسرا حصہ وہ ہے جو ۱۳۱٦ھ سے ۱۳۲۵ھ تک کا ہے اس حصے میں اکثر حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کی عمیق نظر، مشورے، تصدیق اور اصلاحات شامل ہیں ۔ فتاوٰی کے اس حصے پر نظر ثانی کے بعد اسے تصحیح الفتاوٰی کے نام سے شائع کیا گیا تھا، ان ایام میں ترجیح الراجح اور حوادث الفتاوٰی کو باقاعدہ طور پر مرتب نہیں کیا گیا تھا۔ ۱۳۲٦ھ سے ۱۳۳۰ھ تک امداد الفتاوٰی کی اشاعت تتمہ اول، ۱۳۳۲ھ میں تتمہ ثانیہ، ۱۳۳۳ھ تتمہ ثالثہ، ۱۳۳۴ھ تتمہ رابعہ مطبع قیومی کانپور سے شائع ہوا۔ ۱۳۳۵ھ سے ۱۳۴۷ھ تک فتاوٰی کا تتمہ خامسہ تھانہ بھون سے ۱۳۴۷ھ میں شائع ہوا، اس تتمہ

میں ترجیح الراجح اور حوادث الفتاوٰی باقاعدہ طور شامل رہے،اس کے بعد تتمہ سادسہ کچھ وجوہات کی بنا پر کتابی صورت میں ملتوی ہو کر ماہوار النور میں شائع ہوتا رہا کہ ۱۶رجب ۱۳۶۳ھ میں حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کی وفات ہو گئی۔[۲۰]

امداد الفتاوٰی کا موجودہ نسخہ چھ جلدوں پر مشتمل ہے ،پھر ہر جلد کی الگ الگ ابواب بندی کی گئی ہے اور پھر ہر باب کو الگ الگ فصول میں تقسیم کیا گیا ہے تاکہ قاری کو موضوع تلاش کرنے میں آسانی ہو ،امداد الفتاوٰی میں کل ۳۴۴۸ فتاوٰی ہیں۔امداد الفتاوٰی کا پہلا ایڈیشن ۱۳۲۷ھ میں چار جلدوں میں مطبع مجتبائی دہلی سے شائع ہوا تھا۔جبکہ طبع جدید ۱۴۳۱ھ بمطابق ۲۰۱۰ء میں مکتبہ معارف القرآن احاطہ جامعہ دارالعلوم کراچی سے چھ جلدوں میں شائع ہوا ہے۔

❖امداد الفتاوٰی کا تجزیہ

امداد الفتاوٰی کو مرتب کرکے حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے برصغیر کے مسلمانوں کے لئے ایک عظیم علمی ذخیرہ چھوڑا ہے،امداد الفتاوٰی کی ترتیب و تہذیب آپ کے خلیفہ اور تابعدار شاگرد حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب مفتی اعظم پاکستان نے سرانجام دی ہے،آپؒ نے اس عظیم ذمہ داری کو اس لئے قبول کیا کہ ابتدائی ایام میں امداد الفتاوٰی چار جلدوں میں شائع ہوئی تھی بقیہ جلدیں جو بنام تتمات شائع ہوئیں ان میں کوئی ترتیب نہیں تھی اور منتشر شکل میں پڑی تھیں،بعد میں اصلاح و ترجیح اور تصحیح کا سلسلہ شروع ہوا کیونکہ ایک مسئلہ کو تلاش کرنے کے لئے پوری کتاب کو دیکھنا پڑتا تھا۔اس عظیم الشان اور علمی ذخیرہ کو اس طرح منتشر اور غیر مرتب ہونے پر مفتی محمد شفیع کو بہت اضطراب تھا کہ کس طرح یہ علمی ذخیرہ اچھی طرح ترتیب و تبویب کے ساتھ مکمل ایک کتابی شکل میں مرتب کیا جائے مگر کام بہت مشکل تھا اور دوسری طرف سرمایہ کی بھی کمی تھی،مگر اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اور چند دوستوں اور بزرگوں کے تعاون سے ایک ادارہ بنام اشرف العلوم دیوبند میں قائم کرنے کی توفیق ملی، جن کا مقصد صرف مولانا اشرف علی تھانویؒ کی تصانیف کی اشاعت تھا،اس مقصد کے لئے تبویب کا کام برادر مولانا ظہور احمد مدرس دارالعلوم دیوبند کو حوالہ کیا گیا۔اس فتاوٰی کو مرتب کرتے وقت درج ذیل امور کا خیال رکھا گیا:

(الف)اگر ایک مسئلہ کے متعلق آپ کے فتاوٰی کو مختلف جلدوں اور مختلف ادوار میں شائع کیا گیا تھا،تو ان سب کو یکجا کیا گیا۔

(ب) جس مسئلہ کے متعلق تصحیح امداد الفتاوٰی ضمیمہ ابتدائی چار جلدوں یا اصلاح تسامح ضمیمہ تتمہ اولیٰ، ثانیہ یا ترجیح الراجح یا دوسرے تتمات میں کوئی بحث تھی وہ سب بحثیں اس مسئلہ کے ساتھ جمع کی گئیں، اور جس مسئلہ میں آپؒ نے رجوع فرمایا تو اس کی سابقہ صورت اور نئی صورت دونوں کو لکھا گیا۔

(ج) جن مسائل میں متعدد فتاوٰی نظر آئے اور ترجیح الراجح وغیرہ میں بھی اس پر کلام نہیں ملا ان پر تطبیق یا ترجیح کے لئے حاشیہ میں توضیح کر دی گئی۔

(د) جن مسائل میں ابہام و شکوک تھا ان پر حواشی لکھ کر وضاحت کر دی گئی۔

(ہ) فتاوٰی کی سابقہ ترتیب میں تبدیلی کر کے ابواب فقہیہ کے اہم مسائل کے لئے جدید عنوانات اور فصول بھی قائم کئے گئے۔

(و) تبویب و ترتیب کے بعد فتاوٰی کی کتابت کا سلسلہ شروع کیا گیا، مگر عین اس وقت تقسیم ہند کے واقعات رونما ہوگئے اور قیامت خیز ہنگامے شروع ہو گئے، ہندوں اور سکھوں نے مشترکہ طور پر ہندوستان کے مسلمانوں پر مظالم کے طوفان برسا دئے، جس کی وجہ سے امداد الفتاوٰی اور دوسری تصانیف کی ترتیب و تصنیف مکمل ہونے اور شائع ہونے سے باقی رہ گئیں۔ امداد الفتاوٰی کی پہلی اشاعت ربیع الاول ۱۳۲۷ھ میں مطبع مجتبائی دہلی میں ہوئی، تو عوام الناس کے علاوہ علماء کرام نے بھی اس میں بعض جگہوں میں کمی اور مشکلات محسوس کیں، جس کے بارے میں حضرت کو آگاہ کیا گیا، مثلاً ایک آسان اور چھوٹے مسئلے کو تلاش کرنے کے لئے تمام جلدوں اور ابواب کو تلاش کرنا پڑتا تھا، اس کے ساتھ دوسری طرف ابواب بندی بھی نہیں کی گئی تھی کہ مسائل نماز یا مسائل جہاد کو کونسی جلد میں یا کونسی باب میں تلاش کیا جائے۔

❖ **خلاصۃ البحث:**

حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ برصغیر کے ایک بہت بڑے عالم دین، مفتی، داعی، مؤلف اور صوفی گزرے ہیں۔ آپؒ کی پہچان تصوف تھی اس لیے آپ نے تمام عمر تصوف و سلوک کی خدمت کی، علم تصوف سے متعلق آپ نے کافی مواعظ اور تصانیف تصنیف کی ہیں۔ آپؒ کی کل تصانیف ۸۰۰ ہیں مگر میدان تحقیق قرآن کی تفسیر، فقہ اور تصوف ہے۔ آپ نے مسائل فقہ کے حل کے لئے امداد الفتاوٰی کے نام سے چھ جلدوں پر محیط ایک بڑا ذخیرہ فتاوٰی مرتب کیا۔ امداد الفتاوٰی کی ترتیب و تہذیب آپ کے خلیفہ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب مفتی اعظم پاکستان نے سرانجام دی۔ امداد الفتاوٰی کا پہلا ایڈیشن

۱۳۲۷ھ میں میں مطبع مجتبائی دہلی سے شائع ہوا تھا۔ جبکہ طبع جدید ۱۴۳۱ھ بمطابق ۲۰۱۰ء میں مکتبہ معارف القرآن احاطہ جامعہ دارالعلوم کراچی سے چھ جلدوں میں شائع ہوا ہے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International Licence.

حواشی وحوالہ جات :

۱۔ تھانوی، اشرف علی، مرتب مفتی محمد شفیع، امداد الفتاوی، ناشر: (کراچی: مکتبہ معارف القرآن احاطہ جامعہ دارالعلوم کراچی، ۲۰۱۰)، ص: ۵۵

Thanvi, Ashraf Ali, Mufti Muhammad Shafi,Imdadul Fatawa, (Karachi: Maktba Mariful ul Quran Jamya Darul Uloom Karachi,2010), P:55

۲۔ خواجہ عزیز الحسن مجذوب و مولانا عبد الحق، اشرف السوانح،(ملتان: ادارہ تالیفات اشرفیہ،۱۴۲۷ھ)، ج:۱، ص:۴۶

Khawaja Aziz ul Hassan Majzob and Mulana Abdul Haq,Ashrafu Sawanih,(Multan:Idara Taalifat Ashrafia, 1447 AH),Vol:01,P:46

۳۔ خواجہ عزیزالحسن مجذوب و مولانا عبدالحق، اشرف السوانح، ج:۱، ص:۵۶

Khawaja Aziz ul Hassan Majzob and Mulana Abdul Haq,Ashrafu Sawanih, Vol:01,P:56

٤۔ ایضا، ج:۱، ص:۴۲ Ibid, Vol:01,P:42

۵۔ خواجہ عزیزالحسن مجذوب و مولانا عبدالحق، اشرف السوانح، ج:۱، ص: ۲۳۲

Khawaja Aziz ul Hassan Majzob and Mulana Abdul Haq,Ashrafu Sawanih Vol:01,P:232

٦۔ ایضا، ج:۱، ص: ۲۳۲ Ibid,Vol:01,P:232

۷۔ ایضا، ج:۱، ص:۴۹۱ Ibid, Vol:01,P:491

۸۔ ابو حیان الاندلسی النحوی، البحر المحیط فی التفسیر، (لبنان: بیروت، دارالکتب العلمیہ ۱۹۹۳ء)، ص: ۱۷۰۲

Abu Hayan Al Undulls Alnahvi, Albahrul Muheet Fi Tafsir,(Labnan: Birot, Darul kutob Alilmia 1993 AD),P:1702

۹۔ فیروز سنز، فیروز اللغات اردو، (لاہور۵۴۰۰۰: ،شاہراہ قائد اعظم ۶۰)، ص: ۹۲۲

Fairoz Sons, Fairoz Al loghat Urdu,(Lahor,54000:Sharahi Quaid Azam 60),P: 922

۱۰۔ ابن منظور محمد ابن مکرم افریقی، لسان العرب، (لبنان: بیروت، دار صادر، س،ن)، ص: ۳۳۴۸

Ibni Manzor Muhammad Ibni Mukrim Afriqi, Lisanul Arab,(Labnan: Birot, Daru Sadar)P:3348

۱۱۔ القرآن، یوسف، ۱۲:۴۳ Al-Quran,Yousaf 12:43

۱۲۔ محمد کمال الدین الراشدی ،المصباح فی رسم المفتی و مناہج الافتاء، (لبنان: بیروت، دارالاحیاء التراث العربی، ۲۰۱۰)، ج:۱، ص: ۲۱۳

Muhammad Kamal din Alrashid,Almisbah Fi Rasmi Ul mufti wa Mnahijulafta, (Labnan: Birot, Darul Alahya Alturas Al-Arabiya 2010 AD),Val: 01,P:213

۱۳۔ القرآن، النحل، ۱۶:۴۳ Al-Quran,Anhal, 16:43

۱۴۔ القرآن، النحل، ۱۶:۴۴ Al-Quran,Anhal, 16:44

۱۵۔ ابن القیم الجوزی، اعلام الموقعین عن رب العالمین، (لبنان: بیروت، دارالکتب العلمیہ ۱۹۹۱ء)، ج:۱، ص: ۳۸

Ibni Alqim Aljozi,Aglamu Almuqoin An Rabbul Alamin,(Labnan: Birot, Darul kutob Alilmia 1991 AD),Vol:01,P:38

۱۶۔ تھانوی، اشرف علی، مرتب مفتی محمد شفیع، امداد الفتاوٰی، (کراچی: مکتبہ معارف القرآن احاطہ جامعہ دارالعلوم کراچی، ۲۰۱۰)، ص: ۵۲

Thanvi, Ashraf Ali, Mufti Muhammad Shafi,Imdadul Fatawa, (Karachi: Maktba Mariful ul Quran Jamya Darul Uloom Karachi,2010), P:52

۱۷۔ تھانوی، اشرف علی، مرتب مفتی محمد شفیع، امداد الفتاوٰی، ص: ۵۳

Thanvi, Ashraf Ali, Mufti Muhammad Shafi,Imdadul Fatawa, P:53

۱۸۔ حوالا بالا، ص: ۵ تا ۱۷ Ibid,Vol,P:5-17

۱۹۔ حوالا بالا، ص: ۵۶ Ibid,Vol,P:56

۲۰۔ تھانوی، اشرف علی، مرتب مفتی محمد شفیع، امداد الفتاوٰی، ص: ۵۶

Thanvi, Ashraf Ali, Mufti Muhammad Shafi,Imdadul Fatawa, P:53